© rasailojaraid.com



## تعارف وتبصرہ

# مسلمان کیا کریں؟

از مولانا جمیل احمد نذیری (فاضل دیوبند)
مکتبہ صداقت ، مبارک پور ، اعظم گڑھ
صفحات ۱۳۲ ۔
قیمت سات روپیے
سن اشاعت اگست ۱۹۸۲ء

مولانا جمیل احمد نذیری کی یہ مختصر کتاب صاف ستھری کتابت وطباعت کے ساتھ مکتبہ صداقت ، مبارک پور سے پہلی بار شائع ہوئی ہے ۔کتاب میں، موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر پائی جانے والی خامیوں کی نشاندہی کرکے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس روش کی تلقین کی گئی ہے جسے اپنا کر وہ دنیا وآخرت میں فوز وفلاح سے ہمکنار ہوسکتے ہیں ۔کتاب جس جذبے سے لکھی گئی ہے وہ قابل قدر ہے ۔ زبان آسان اور رواں اور انداز دعوتی اور اصلاحی ہے ۔کاش کہ اس کے اندر انتہائی تکلیف دہ اور فاحش غلطیاں نہ ہوتیں تو پیش نظر مقصد کے لیے مفید ہوسکتی تھی ۔

صفحہ ۱۲۶ ، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت وبہادری کے بیان میں حضرت انس ؓ کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہ: "ایک بار مدینہ میں افواہ پھیلی کہ کافروں نے حملہ کردیا ، ابھی لوگ پتہ لگانے کے لیے نکل ہی رہے تھے جب تک حضور ؐ تنہا ابو طلحہ ؓ کے بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہوکر اور تلوار لے کر نکل کھڑے ہوئے ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پورے مدینہ کا چکر لگا آئے اور آکر سب کو اطمینان دلایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں، یہ محض افواہ تھی"۔ اس کے بعد اس روایت کے آخری ٹکڑے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"حضور کی اس دن کی بہادری کے متعلق حضرت انسؓ فرماتے ہیں

'لقد وجدتہ بحرا'

اس کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے

"میں نے حضورؐ کو بہادری میں سمندر کے مانند بے کنار پایا"۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمارے سامنے مشکوٰۃ المصابیح کا کتب خانہ رشیدیہ کا نسخہ ہے اس میں 'لقد وجدتہ بحرا' کے بالکل متصل بین السطور یہ تشریحی نوٹ درج ہے:

ای واسع الجری وکان بطئ الجری ۱۲۔ یعنی انتہائی تیز رفتار جبکہ (اس سے قبل) وہ بہت ہی سست رفتار تھا۔ اس کے علاوہ اس متفق علیہ روایت پر حاشیہ ۱۲ کے تحت اسی صفحہ پر مرقاۃ کے حوالے سے درج ذیل وضاحت درج ہے۔

۱۲ قولہ لقد وجدتہ ای الفرس بحرا الخ ای جوادا وسیع الجری قال النووی فیہ بیان ما اکرمہ اللہ تعالیٰ بہ من جلیل الصفات وفیہ معجزۃ انقلاب الفرس سریعا بعد ان کان بطیا۔ الخ (کتاب الفتن باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔)

(میں نے اس کو یعنی گھوڑے کو سمندر (کی مانند رواں) پایا الخ یعنی بہت ہی عمدہ اور (روانی میں سمندر کے مانند) انتہائی تیز رفتار امام نووی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر ان اعلیٰ اوصاف وخصوصیات کا بیان ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے (بطور خاص) آپ کو نوازا تھا۔ اسی طرح اس کے اندر اس معجزے کا بیان ہے کہ کس طرح (حضرت ابو طلحہؓ کا) گھوڑا جس کی سست روی ضرب المثل تھی (آپ کی برکت سے انتہائی تیز رفتار ہو گیا۔ الخ)

صفحہ ۱۲۴۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث

من شاب شیبۃ فی سبیل اللہ کانت لہ نورا یوم القیامۃ


© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com


لفظ 'اہلکہم' کی مزید تشریح ہے۔ پھر مصنف نے ذرا اس پر بھی غور کر لیا ہوتا کہ 'احتیاج' (ح، و ج) باب افتعال سے لازم ہے متعدی نہیں۔ یعنی حاجت مند اور ضرورت مند ہونا۔ اسی کا اسم فاعل 'محتاج' ہے جس سے ایک عامی بھی واقف ہے۔ اس حدیث پر حوالہ مسلم ج ۲ ص ۴۸ کا ہے اسی صفحہ پر نیچے شرح نووی میں اس کی یہ وضاحت درج ہے: (قوله فصبّحهم الجيش فاهلكهم واجتاحهم) اى استأصلهم یعنی انھیں بالکل نیست و نابود کر دیا۔ کیا مصنف نے طے کر لیا ہے کہ شروح وحواشی سے بالکل آنکھیں بند کر کے صرف متن حدیث کو سامنے رکھیں گے۔ اسی حدیث کے اس سے پہلے کے ٹکڑے 'فانطلقوا على مهلهم' کا ترجمہ کیا گیا ہے: "اور راتوں رات اپنی سواریوں پر سوار ہو کر نکل گئے۔" جس سے شبہ ہوتا ہے کہ کہیں موصوف 'مهلهم' کو 'راحلتهم' تو نہیں سمجھ گئے ہیں؟ 'مہلہم' کا مطلب ہے وہ پورے سکون و اطمینان سے کسی خوف و گھبراہٹ کا شکار ہوئے بغیر نکل گئے۔ سواریوں پر سوار ہونے کا پابند بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ آدمی پیدل چل کر بھی تو اپنے کو خطرے سے باہر نکال سکتا ہے؟ اس حدیث پر حوالہ مسلم ۲/۲۴۸ کا دیا گیا ہے۔ اس کے متن میں یہ لفظ 'مُهلتهم' م کے ضمہ کے ساتھ 'فرصت' کے وزن پر ہے۔ 'مَهلهم' م کے فتح کی بھی روایت ہے لیکن وہ مسلم کے متن میں نہیں۔ مشکوۃ کی روایت میں یہی لفظ ہے۔ کتاب الایمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة /۲۸ جس کے معنی بین السطور یہ درج ہیں: 'بالهينة والسكون ۱۲' یعنی پورے سکون اور اطمینان خاطر سے۔

صفحہ ۱۲۴۔ حدیث پاک 'لغدوة فی سبيل الله او روحة خير من الدنيا وما فيها' کا ترجمہ: "اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے" کیا گیا ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ مصنف 'غدوة' اور 'روحة' کو 'صباح' اور 'مساء' کے معنی میں اسم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ اسم نہیں اسم مصدر ہے۔ مشکوۃ المصابیح میں یہ متفق علیہ حدیث صفحہ ۳۲۹ کتاب الجہاد فصل اول میں ہے جس کے بین السطور ان دو الفاظ کی بالترتیب یہ تشریح درج ہے: غدوة: اى ذهاب فى النصف الاول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com


کا ترجمہ کرتے ہیں: "جس نے اپنی جوانی اللہ کی راہ میں گزاری وہ قیامت کے دن اس شخص کے لیے نور بنے گی"۔ تعجب ہے کہ کس قدر آسانی سے بڑھاپے کو جوانی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اگر "شابَّ" کو ب کی تشدید کے ساتھ باب مفاعلۃ سے ماضی مطلق مان لیا جائے جب بھی آگے شیبۃ پر نگاہ رکنی ضروری تھی۔ "شاب" کا مادہ، ش، ب، ب نہیں، ش، ی، ب کے ہیں جس کے معنی بوڑھا ہونا عربی زبان کا ایک مبتدی بھی جانتا ہے۔ شاب۔ شَیبًا وشَیبَۃً ومشیبًا: ابیض شعرہ فہو اشیب وشائب وہی شائبۃ (منجد) کتابت کی غلطی سے "ماشاب" چھپ گیا ہے جبکہ متن "من شاب" ہے۔ اسی طرح حوالہ ترمذی ج ۲ صفحہ ۱۹ یہ بھی کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ یہ حدیث ج ۱ ص ۱۹۷ کی ہے۔ (ابواب فضائل الجہاد، باب ماجاء من شاب شیبۃ فی سبیل اللہ) ہمارے پیش نظر ترمذی کا نسخہ مطبوعہ رشیدیہ ہے۔ اس میں "من شاب" پر یہ حاشیہ درج ہے۔ ومعناہ من مارس المجاہد ۃ حتی یشیب طاقۃ من شعرہ فلہ مالا یوصف من الثواب الخ (اس کا مطلب ہے کہ جس نے راہ خدا میں جہاد کو اپنا وظیفۂ حیات بنایا یہاں تک کہ اس کے بالوں کا کوئی حصہ سفید ہو گیا تو (حق تعالیٰ کے ہاں) اس کے لیے وہ اجر و ثواب ہے جسے (لفظوں میں) نہیں بیان کیا جا سکتا) حیرت ہے کہ مصنف نے اس مختصر حاشیہ کو بھی دیکھنے کی زحمت نہ کی اور ترجمہ کر ڈالا۔

صفحہ ۷۶۰ مشہور حدیث نبوی (انما مثلی ومثل ما بعثنی اللہ بہ الخ کے ٹکڑے "فصبحہم الجیش فاھلکھم واجتاحھم" کو موصوف نے واحتاجھم لکھا ہے۔ یہ کتابت کی غلطی نہیں ہے اس لیے کہ اس کا ترجمہ بھی یہی کیا گیا ہے: "لہٰذا صبح سویرے لشکر نے ان پر حملہ کر دیا، انھیں ہلاک کر دیا اور محتاج بنا دیا" الخ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ ارشاد گرامی ہے جو حدیث کے مبتدیوں کے بھی نوک زبان ہوتا ہے۔

یہ "احتاجہم" مادہ ح، و، ج سے باب افتعال کا ماضی مطلق نہیں جس کا اسم فاعل "محتاج" ہوتا ہے۔ بلکہ ج، و، ح مادہ سے باب افتعال کا ماضی مطلق ہے۔ جس کے معنی جڑ پیڑ سے اکھاڑ دینے اور نیست و نابود کر دینے کے ہیں۔ یہ گویا حدیث پاک کے اس سے پہلے کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من النہار ۱۲۔ س وحتیٰ: ای ذھاب فی النصف الاخیر من النہار
صفحہ ۵۰، ۵۱ پر سیاست میں غیر معمولی دلچسپی کے عنوان کے تحت عوام کو مشورہ دیا گیا ہے کہ سیاسی مسائل میں بحث و تکرار اور ان میں دلچسپی نہ لے کر یہ کام انھیں اپنے سیاسی رہنماؤں اور قائدین کے سپرد کر دینا چاہیے، لیکن یہ مشورہ صفحہ ۳۰، ۳۲ کے مضمون 'خوش خیالی کی دنیا میں مگن رہنا' سے غیر ہم آہنگ ہے جس میں مسلمانوں کی تقریباً سبھی جماعتوں کو ساقط الاعتبار قرار دیا گیا ہے۔ صفحہ ۸۱ پر مسلمانوں کا آپسی تعلق کے ذیل میں جو بات کہی گئی ہے وہ صفحہ ۳۴ 'مسلمان مسلمان کا دشمن' کے تحت مختصراً آگئی ہے۔ اگر تفصیل مقصود نہ تھی تو تکرار سے بچنے کے لیے ۳۴ کے مضمون کو حذف کر دینا چاہیے تھا۔ صفحہ ۱۰۵، مسلمانوں کا اصل مسئلہ کیا ہے' یہ مضمون بالکل زائد ہے اس لیے کہ صفحہ ۴۶ 'معاش کو اصل مسئلہ سمجھنا' اس عنوان کے تحت اس کا مناسب ذکر ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اول الذکر مضمون پر فٹ نوٹ میں تفصیل کے طالبین کے لیے اپنی ایک دوسری کتاب کے حوالہ کے ساتھ یہ وضاحت کہ: یہ مضمون بھی اسی کتاب کے مختلف مقامات سے اخذ کیا گیا ہے۔ کس قدر گراں گزرتا ہے۔ صفحہ ۱۲۳، شعر کا ترجمہ چسپت نہیں ہے۔ صفحہ ۱۲۴ شعر میں 'ان الجبن حزم' 'خرم' چھپ گیا ہے۔ دوسرے مصرعہ: وتلک خدیعۃ الطبع اللئم کا ترجمہ 'حالانکہ یہ کمینہ لوگوں کا ہتھیار ہے'۔ درست نہیں ہے۔ خدیعہ کے معنی مکر و فریب کے ہیں۔ ہتھیار کہاں سے آگیا۔ صحیح ترجمہ ہوگا۔ (حالانکہ یہ کمینہ اور پست طبعیت لوگوں کا بالکل دھوکہ ہے) صفحہ ۴۸ پر حدیث شریف کے الفاظ 'نکفی المؤنۃ' میں مؤنتہ کے بجائے، 'نکفی الموءنتہ' چھپ گیا ہے۔

مناسب ہوگا کہ مصنف اس کتاب کی بقیہ کا بیاں روک کر اس پر پوری طرح خاص طور پر آیات و احادیث کے ترجموں پر نظر ثانی کر کے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کرائیں۔

(سلطان احمد اصلاحی)


© rasailojaraid.com